66146 ـ كسٹم كلیئر كرنے كا كام اور دلالی كی اجرت

سوال

میں جوانی كی عمر میں ہوں اور كسٹم كلیرنس كا كام كرتا ہوں، یعنی كسٹم ادا كرنے كے معاملہ كی پیروی اور سامان نكلوا كر تاجروں كے سٹوروں تك پہنچانے كا كام كر كے اجرت حاصل كرتا ہوں، كچھ مدت سے مجھے ایك شخص نے یہ پیشكش كی كہ میں چار لاكھ ٹن سیمنٹ كی اپنے ساتھ لین دین كرنے والے تجار كے ساتھ ماركیٹنگ كروں، تو اس میں سے مجھے كمیشن ملے گی، سوال یہ ہے كہ:
كیا یہ نسبت حلال ہے یا حرام ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اجرت لے كر كسٹم كلیئر كروانے كا كام كرنا جائز ہے، لیكن شرط یہ ہے كہ سامان ایسا ہو جس كی تجارت مباح اور جائز ہے.

دوم:

آپ نے جو سیمنٹ كی ماركیٹنگ كا ذكر كیا ہے، اگر تو اس كام كی اجازت ہے تو پھر مقرر كردہ اجرت لے كر ماركیٹنگ كرنے میں كوئی حرج نہیں.

اور آپ كا یہ عمل دلالی یعنی خریدار اور بائع كے مابین واسطہ اور رابطہ كروانے والا ہونے سے خالی نہیں، اور سوال نمبر (45726) كے جواب میں دلالی كے جواز كا بیان اور اس بارہ میں علماء كرام كے اقوال ذكر كیے جا چكے ہیں لہذا اس كا مطالعہ كرلیں.

اور اگر آپ مالك سے سیمنٹ لے كر خود خریدار كو فروخت كریں، تو اس صورت میں آپ بائع كے وكیل ہونگے، اور وكیل كے لیے بھی اپنے كام كے بدلے میں اجرت لینے میں كوئی حرج نہیں ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی اپنی مایہ ناز كتاب " المغنی" میں كہتے ہیں:

کسی کو اجرت اور بغیر اجرت کے وکیل بنانا جائز ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس رضی اللہ تعالی عنہ کو حد لگانے میں اور عروہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بغیر اجرت کے بکری خریدنے کا وکیل بنایا تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ اکھٹی کرنے کے لیے اپنے عاملوں کو بھیجا کرتے تھے اور انہیں اس کی اجرت دیا کرتے تھے.

اور اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے دونوں بیٹوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا:

اگر آپ ہمیں اس زکاۃ پر بھیجیں تو ہم آپ کو وہ کچھ دیں جو آپ کو لوگ دیتے ہیں، اور جو لوگوں کو ملتا ہے ہمیں بھی ملے گا. ان دونوں کی مراد کیمشن تھی.

صحیح مسلم شریف حدیث نمبر (1072).

اور اگر خرید و فروخت میں کسی کو وکیل بنایا جائے تو اس کام کی بنا پر وہ اجرت کا مستحق ہے. انتہی اختصار کے ساتھ.

دیکھیں: المغنی لابن قدامۃ المقدسی (7 / 204).

دلالی یا پھر وکالت کی اجرت میں معلوم نسبت لینے میں کوئىحرج نہیں ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

خریدار اور بائع پر دلالت ـ کوشش ـ یعنی دلالی میں کوئی حرج نہیں (دلالت یا کوشش یہ دلالی کی اجرت ہے) دلالت کی شرط میں کوئی حرج نہیں. انتھی

دیکھیں: فتاوی ابن باز (19 / 31).

مستقل فتوی کمیٹی کا کہنا ہے:

دلال کی دلالی کی مقدار میں بہت زیادہ جھگڑا ہونے لگا ہے: کبھی تو 2.5 % ارھائی فیصد اور کبھی 5 % پانچ فیصد دلالی لی جاتی ہے، لھذا شرعی دلالی کیا ہے، یا یہ کہ بائع اور دلال کے اتقاق کے مطابق ہو گی؟

تو کمیٹی کا جواب تھا:

جب دلال ، خریدار اور بائع کے مابین کسی معلوم تناسب سے دلالی پر اتفاق ہو کہ وہ خریدار یا بائع یا پھر دونوں سے دلالی لی جائے گی تو یہ جائز ہے، اور دلالی کی کوئی معین نسبت محدد نہیں، بلکہ ادا کرنے والے کے اتفاق پر انحصار

ہے جس پر وہ متفق ہو جائز ہو گی.

لیکن یہ دلالی اتنی ہونی چاہیے جو عادتا لی جاتی ہے اور لوگوں میں معروف ہے، جو دلال کی کوشش کے مقابلہ میں ہوتی ہے کہ اس نے سواد کروانے میں خریدار اور بائع کے مابین واسطہ بنا، اور عادتا سے زیادہ دلالی لے کر بائع یا پھر خریدار کو نقصان نہیں دینا چاہیے. انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (13 / 130).

اور فتاوی جات میں یہ بھی آیا ہے کہ:

دلال کے لیے جائز ہے کہ وہ دلالی کے بدلے میں سامان کی قیمت سے ایك معلوم نسبت سے دلالی حاصل کرے، اور اتفاق کے مطابق خریدار یا بائع سے بغیر کسی نقصان اور ضرر کے وصول کرے. انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (13131)

اور اگر یہ نسبت منافع سے ہو نہ کہ سامان کی قیمت سے تو حنابلہ کے فقہاء نے اس کا جواز بیان کیا ہے، اور یہ مضاربت کے مشابہ ہے، اورمضاربت یہ ہے کہ: ایك شخص اپنا مال کسی دوسرے شخص کو تجارت کے لیے دے جس میں منافع کی نسبت متعین ہو.

دیکھیں: مطالب اولی النہی (3 / 542) اور کشاف القناع (3 / 615).

حاصل یہ ہوا کہ: جس نسبت پر آپ کا اتقاق ہوا ہے اتنی کمیشن لینا جائز ہے.

واللہ اعلم .